OPEN ACCESS
Al-Idrak
Research Journal
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

اقبال اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی عصری معنویت

Iqbal and contemporary meaning of belief in finality of prophet hood

☆ **Dr. Arshid Iqbal Naeemi**
Lecturer, Govt KRS Colleg Walton, Lahore, Pakistan.
☆☆**Ghulam Hussain**
M Phil Scholar, Department of Islamic Studies , University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Citation:
Naeemi, Dr. Arshid Iqbal and Ghulam Hussain " Iqbal and contemporary meaning of belief in finality of prophet hood."Al-Idrāk Research Journal, 3, no.2, Jul-Dec (2023): 115– 139.

ABSTRACT
Finality of prophethood is the fundamental belief of Islam. Its position in the Islamic belief system is just like that of the soul in body. According to Sahib Al-Lisaan al-Arab, the word "Khatam" means: "Covering something and encompassing it in such a way that nothing can enter it from the outside."It is an indubitable fact that no prophet will come after Holy Prophet Mohammad (ﷺ). Several verses of the Holy Qur'an, a number of ahadith, the consensus of the Muslim Ummah as well as practices of Muslims bear an irrefutable testimony to this fact. After Him (ﷺ), no new prophet (in any form or perspective) and no breach in the wall of the citadel of prophethood was accepted by the Ummah, by word or deed. From the Battle of Yamama to this day, the Ummah has sacrificed thousands of lives to protect this sacred belief. The finality of prophethood is, indeed, a great blessing of Allah Almighty. Apart from matters settled through revelation, human intellect is free in all other matters. Today, all human beings are free to solve their problems in the light of revelation as well as their wisdom and intellect. In this article, the necessity of prophethood, the negation of any new type of form of prophethood and the affirmation of the belief of the finality of prophethood will be discussed in the light of the Holy Qur'an, a hadith of the Prophet (ﷺ) and the views of Iqbal.

Key Words: Finality of prophethood, Battle of yamama, consensus of Uma, human intellect, necessity of risalat

تمہید

ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے اِسے کمایا نہیں جاسکتا۔ آخری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے خطاب فرمایا اور اس ضرورت کو ختم کر دیا۔ زیر نظر آرٹیکل میں درج ذیل اہم مباحث ہیں۔ ۱۔ نبوت کی ضرورت اور آپ ﷺ کے بعد نبوت کی نفی، ۲۔ عقیدۂ ختمِ

نبوت آیتِ قرآنیہ کی روشنی میں، ۳۔ عقیدۂ ختم نبوت احادیثِ رسولؐ کی روشنی میں، ۴۔ عقیدۂ ختم نبوت اور اجماعِ اُمت،٦۔ اقبال اور عقیدۂ ختمِ نبوت۔ نیز منکرینِ ختمِ نبوت کا اجمالی جائزہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا رَدّ بھی زیرِ بحث آئے گا۔

1- نبوت کی ضرورت

نبوت کَسبی نہیں، وھبی ہے۔ یعنی نبوت اپنے علم و عمل سے حاصل نہیں کی جاسکتی بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؀[1]

”نہ وہ لوگ جو اہل کتاب میں سے کافر ہوگئے اور نہ ہی مشرکین اسے پسند کرتے ہیں کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی اترے، اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرلیتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے“

نبوت کوئی ایسا انعام نہیں جو چند خدمات کے صلے میں عطا کیا جاتا ہے‘ بلکہ یہ ایک منصب ہے جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو فائز کرتا ہے۔ ضرورت کے بغیر انبیاء کو مبعوث نہیں کیا جاتا۔ قرآن مجید سے جب معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن حالات میں پیش آتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف چار صورتیں ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوتے ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لیے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہیں آیا تھا اور نہ ہی کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام اس تک پہنچا تھا۔ دوسری صورت یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھُلادی گئی ہو، یا اس میں تحریف ہوگئی ہو، اور اس کے نقشِ قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔ تیسری صورت یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لیے مزید انبیاء کی

---

[1] البقرہ،15:2

Al-Baqara,2:15

ضرورت ہو۔ چوتھی صورت یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔ درج بالا چاروں صورتوں میں سے کوئی ضرورت بھی نبی ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی۔

قرآن مجید اس حوالے سے شاہد ہے کہ رحمت عالم ﷺ کو تمام دُنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدّنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء علیہم السلام آنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ نیز حدیث و سیرت کا پورا ذخیرہ بھی اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ و تحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔ جو کتاب آپ ﷺ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی بھی کمی و بیشی نہیں ہوئی، نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝[1]

"بیشک یہ ذکر عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے"

جو ہدایت خاتم النبیین ﷺ نے اپنے قول و عمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی ہمیں اسی طرح مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپ ﷺ کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لیے دوسری ضرورت بھی ختم ہو گئی۔ پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف بیان کر رہا ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی۔ لہٰذا تکمیلِ دین کے لیے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔[2]

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔"

---

[1] الحجر، 9:15

Al-Hajar, 15:9

[2] المائدہ، 3:5

Al-Maida,5:3

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

> " قرآن مجید کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو انتظام فرمایا وہ بھی در حقیقت ختم نبوت ہی کا ایک لازمی تقاضا ہے۔ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کی حفاظت کے لئے وہ انتظام نہیں کیا گیا جو قرآن کی حفاظت کے لئے کیا گیا، اس کی وجہ یہ کہ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ جاری تھا۔ اگر سابق نبی کی تعلیم کو اس کی قوم فراموش کر دیتی یا اس میں تحریف کر دیتی تو بعد میں آنے والا نبی اس کی بھی تجدید کر دیتا اور اس میں اللہ تعالیٰ جو اضافہ فرماتا اس سے بھی لوگوں کو آگاہ کر دیتا۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد چونکہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور دین بھی کامل ہو گیا اس وجہ سے ضروری ہوا کہ قرآن مجید کو اس طرح محفوظ کر دیا جائے کہ قیامت تک شیاطین جن و انس اس میں کوئی دراندازی نہ کر سکیں۔"[1]

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت، تو اگر اس کے لیے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضور ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ بھی ساقط ہو گئی۔ نئی نبوت کی ضرورت کیونکر ہو سکتی ہے؟

2- ختم نبوت کا انکار، باعثِ فساد

ختم نبوت کے بعد نبوت کی ضرورت کو بیان کرنا، اس کے جھوٹے دلائل تراشنا سوائے امت میں فساد پیدا کرنے کے اور کچھ نہیں کیونکہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اُٹھ کھڑا ہو گا۔ جو اس کو مانیں گے وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری اُمّت ہوں گے۔ اِن دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہو گا بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہو گا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے۔ پھر ان کے لیے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے، کیوں کہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذِ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہو گا۔ اس بنا پر ان کا

---

[1] اصلاحی، امین احسن، مفسر "**تدبر القرآن**" لاہور: مکتبہ فاران فاؤنڈیشن، 2:247-248

Islahi, Amin Ahsan, Commentator, *"Tadabur-ul-Quran"*, Maktaba Faran Foundation, Lahore, 2006, vol-2, p.247-248

ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو گا۔ ان حقائق پر اگر نگاہ رکھی جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ختمِ نبوت اُمتِ مسلمہ کے لیے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا تھا۔ اب جو شخص بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی و رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذِ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے۔ یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا۔ کیوں کہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

”آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے، اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے، اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے، تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ”ظِلّی“ ہو یا ”بروزی“، اُمتی ہو یا صاحبِ شریعت اور صاحبِ کتاب، بہر حال جو شخص نبی ہو گا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہو گا، اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہو گا کہ اس کے ماننے والے ایک امّت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو، مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی اسی کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہیے۔“[1]

3- اقسام نبوت کی نفی

پھر اس حوالے سے اہم ترین اور قابل توجہ معاملہ یہ بھی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی تاریخ اور ان کی تعلیمات و ارشادات کا جو ریکارڈ قدیم صحیفوں اور قرآن مجید میں یا تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا مسیح علیہ السلام تک کسی نبی کے متعلق نہ تو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ

---

[1] مودودی، ابو الاعلیٰ، مفسر "تفہیم القرآن" لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 4:153-154

Moududi, Abul Ahlaa, Commentator, *“Tafheem-ul-Quran”*, Idara Tarjuman-ul-Quran, Maktaba Jadid Press Lahore,4:153-154

خاتم الانبیاء ہے نہ کسی نبی نے خود اپنے خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی یا نبیوں کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے انبیاء کے حالات زیادہ تفصیل سے تو کہیں مذکور نہیں ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور اُن کے بعد والے انبیاء علیہم السلام کے حالات تورات میں بھی موجود ہیں اور قرآن میں بھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کے دونوں سلسلوں... بنی اسحاق اور بنی اسماعیل... میں انبیاء کی بعث کے لئے جو دعا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس دعا کی قبولیت کی جو بشارت دی ہے وہ قرآن میں بھی مذکور ہے اور تورات و تالمود میں بھی۔ 'سورۃ البقرہ' میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [1]

"اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں نبوت کا جو سلسلہ جاری ہوا اس کی تفصیلات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں یہ روایت رہی ہے کہ ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کی نہ صرف بشارت دی ہے بلکہ اکثر حالات میں خود اس کو، اسرائیلی روایت کے مطابق مسح کرکے نبی کی حیثیت سے روشناس کرایا ہے۔ اسرائیلی سلسلہ کے سب سے زیادہ جلیل القدر نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کی پیشین گوئیاں تورات میں بھی موجود ہیں اور قرآن نے بھی ان کی طرف اشارے کیے ہیں۔ بنی اسرائیل کے دورِ آخر کے انبیاء میں سے حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کا مشن ہی یہ بتایا کہ میں اپنے بعد آنے والے کی راہ صاف کرنے آیا ہوں۔ ان کا یہ اشارہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی طرف تھا۔ انہوں نے وہیں سے حضرت مسیح علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ جس کا انتظار تھا تو ہی ہے یا ہم کسی اور کا انتظار کریں؟ "حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا: کہ جا کے بتادو

[1] البقرہ،2:129

Al-Baqrah,2:129

کہ لنگڑے چل رہے ہیں اور اندھے دیکھ رہے ہیں، اب اور کیا چاہیے؟" اس جواب کے بعد حضرت یحییٰؑ کو اطمینان ہو گیا کہ ان کا مشن پورا ہو گیا، وہ جس کی راہ صاف کرنے آئے تھے وہ آ گیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد اسرائیلی سلسلے کے آخری نبی و رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، انہوں نے اپنے بعد آپ ﷺ کی بعثت کی بشارت دی اور آپ ﷺ کے نامِ نامی کی تصریح کے ساتھ بشارت دی۔ سورۃ الصف میں اس کا حوالہ یوں آیا ہے:

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط[1]

"اور (وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) نے کہا: اے بنی اسرائیل! بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس رسولِ (معظّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آمد آمد کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس وقت) احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے، پھر جب وہ (رسولِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واضح نشانیاں لے کر ان کے پاس تشریف لے آئے تو وہ کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔"

مولانا امین احسن اصلاحی اپنے استاد مولانا حمید الدین فراہی کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"مولانا حمید الدین فراہی کا خیال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انجیلوں میں آسمانی بادشاہت کی جو بشارت دی ہے اور اس سے متعلق جو تمثیلیں بیان فرمائی ہیں وہ بھی تمام تر آپ ﷺ کے حوالے سے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی روایت یہی رہی ہے کہ ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی ہے لیکن آپ ﷺ پر آ کر یہ روایت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ نہایت واضح الفاظ میں خود اللہ تعالیٰ نے بھی آپ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا اور حضور ﷺ نے بھی نہ صرف یہ کہ اپنے بعد How کسی آنے والے کی بشارت نہیں دی بلکہ نہایت واضح اور قطعی الفاظ میں بار بار اس حقیقت کا

[1] الصف، 6:61

Al-Saf,61:6

اظہار و اعلان فرمایا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ ہر معقول آدمی سمجھ سکتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد اگر کسی نبی کے آنے کی ادنیٰ گنجائش بھی ہوتی تو سابق انبیاء کی روایت کے مطابق حضور ﷺ اس کی پیشین گوئی فرماتے۔"[1]

یہ امر بھی واضح رہے کہ نبوت کی بہت سی قسمیں نہیں ہیں۔ نبوت کی صرف ایک ہی قسم ہے جو اپنے تمام شرائط و خصوصیات کے ساتھ قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ بعض گمراہ فرقوں نے نبوت کے حرم میں نقب لگانے کے لئے بزعم خود نبوت کی متعدد قسمیں بیان کی ہیں اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جس نبوت کے ختم ہونے کا ذکر ہے وہ الگ چیز ہے اور وہ جس نبوت کے مُدّعی ہیں وہ دوسری چیز ہے۔ نبوت کی یہ تقسیم ان کی طبع زاد ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ذکر تو درکنار اس کا کوئی ادنیٰ اشارہ بھی موجود نہیں ہے۔ اس تقسیم سے انہوں نے بظاہر اپنے کفر کو ہلکا کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ در حقیقت "زیادة فی الکفر" ہے یعنی اپنے کفر کو انہوں نے اور زیادہ غلیظ بنا دیا ہے۔ اس لئے کہ اس تقسیم نے نبوت کے اس نظام ہی کو بالکل تلپٹ کر کے رکھ دیا ہے جس پر سارے دین کی عمارت قائم ہے' یاد رہے کہ آپ ﷺ نے جس صراحت کے ساتھ اپنے بعد نبوت کے ختم ہونے کا اعلان فرمایا ہے، اسی وضاحت کے ساتھ اس سوال کو بھی صاف کر دیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا کوئی جزو باقی رہے گا یا نہیں؟ اور اگر باقی رہے گا تو اس کی نوعیت کیا ہو گی اور اس میں حصہ پانے والے کون لوگ ہوں گے۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے:

قال رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اِنَّ الرِسَالَةَ والنُّبوة قد انقَطَعَتْ فَلَا رسولَ بَعدِی ولا نَبِیَّ قال: فَشَقَّ ذَلِک عَلَی النَّاسِ فَقَال: وَلٰکِنَّ المُبَشِّرات قَالُوا یا رَسُولَ اللہ !وَمَا المُبَشِّراتُ ! قَالَ رُویَا الرَّجُلُ المسَلمُ وھِیَ جِزءٌ مِنْ اَجْزاءِ النُّبّوة۔[2]

---

[1] اصلاحی، امین احسن "تدبر القرآن" لاہور: مکتبہ فاران فاؤنڈیشن، 4:244-245
Islahi, Amin Ahsan, Commentator, *"Tadabur-ul-Quran"*, Maktaba Faran Foundation, Lahore,2: 244-245

[2] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، "جامع ترمذی"، باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات، لاہور: مکتبہ العلم، 2:78
Tirmizi, Mohammad bin Essa, *"Jame Tirmizi"*, Maktaba-ul-Ilm, Urdu Bazar Lahore,2:78

"رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کہ میرے بعد رسالت ونبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اب نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات لوگوں کے دلوں پر شاق گزری تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ مُبَشِّرات، باقی رہیں گی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ یہ مبشرات کیاہیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کسی مسلم مرد کے خواب، اور یہ چیز نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔"

4-عقیدۂ ختم نبوت اور آیات الٰہیہ

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر صاف اور صریح آیت تو سورۃ الاحزاب آیت نمبر ٤٠ ہے جس کو آخر میں ذکر کیا جائے گا' اس کے علاوہ قرآن مجید کی اور آیات بھی ہیں جن سے آپ کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا ثابت ہے' سورۃ المائدہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔[1]

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر دین کا کامل اور تمام ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں 'کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا آنا اسی وقت ممکن ہوتا' جب آپ کے دین اور آپ کی شریعت میں کوئی کمی ہوتی جس کمی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا' اور جب آپ کا دین کامل اور تمام ہے اور اس کا نا مکمل ہونا ممکن نہیں ہے تو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا بھی ممکن نہیں ہے۔ یہ ختم نبوت اس تکمیل دین کا لازمی اور بدیہی تقاضا ہے۔ جس کا ذکر درج بالا آیت میں ہوا ہے۔ اگر دین کوئی ایسی چیز ہوتا جس کی تکمیل کبھی ہونے والی ہی نہ ہوتی تب تو بیشک نبوت و رسالت کا سلسلہ بھی جاری رہتا لیکن جب دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور اس بدیہی حقیقت کے انکار کی جرأت کوئی بھی نہیں کر سکتا تو پھر اس کے اس لازمی نتیجہ کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ بھی ختم ہو گا۔ اس حوالے سے ایک دوسری آیت سورۃ "السبا" کی ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] المائدہ، 3:5

Al-Maida,5:3

۲۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔[1]

"اور (اے حبیب مکرّم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کے لئے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔"

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہیں ہیں بلکہ بعض لوگوں کے لیے کوئی اور رسول آئے گا' اور اس سے یہ آیت کاذب ہو جائے گی اور قرآن مجید کا کاذب ہونا محال ہے' اس سے لازم آیا کہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔

سورۃ آل عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۳۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔[2]

"اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی' تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا: کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں"

درج بالا آیت کا مفہوم واضح ہے کہ جس نبی کے آنے پر تمام رسولوں سے اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا پختہ عہد لیا گیا ہے وہ تمام رسولوں کے بعد آئے گا' پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور رسول کے آنے کو

---

[1] سباء، 28:34

Saba,34:28

[2] آل عمران، 81:3

Al-Imran,3:81

ممکن مانا جائے تو لازم آئے گا کہ وہی آخری رسول ہو اور اسی کے متعلق تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا گیا ہو بلکہ آپ سے بھی اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہو اور یہ بداہتاً باطل ہے۔

ختم نبوت کے حوالے سے قطعی پیغام سورۃ 'الاحزاب' میں دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۴۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔[1]

"(مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیّن ہونا اور آپ ﷺ کا آخری پیغمبر ہونا، آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا دنیا میں مبعوث نہ ہونا اور ہر مدّعی نبوت کا کاذب و کافر ہونا ایسا مسئلہ ہے جس پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمانوں کا اجماع و اتفاق رہا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول تفسیر میں ہے:

(وخاتم النبين) ختم الله به النبيّن قبله فلايكون نبی بعدهٗ۔[2]

"اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے آپ ﷺ کو اپنے پہلے اور بعد والوں کے لیے ختم نبوت کے منصب پر فائز فرمایا۔"

5-عقیدۂ ختم نبوت اور احادیثِ رسول ﷺ

عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے ذخیرہ احادیث میں متعدد احادیث اس پر شاہد اور گواہ ہیں، مشتے از خروارے چند احادیث کو یہاں نقل کیا جاتا ہے:

اً. حسین و جمیل گھر کی مثال

ا۔ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ

---

[1] الاحزاب، 40:33

Al-Ahzab,33:40

[2] عبد اللہ بن عباس "تنویر المقیاس" تفسیر ابن عباس "(مرتب: محمد یعقوب فیروز آبادی)، ملتان: المکتبہ الفاروقیہ، 262

Abdullah bin Abbas, *"Tanveer ul Miqias"*, Tafsir ibn-e-Abbas, (Muratab: Mohammad Yaqoob Ferozabadi), Al-Maktaba-tul-Farooquiya, Multan,262

النَّاسُ یَطُوفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَ اَنَا خَاتِمُ النَّبِيّٖنَ۔[1]

"حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس نے بہت حسین و جمیل ایک گھر بنایا، مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے، اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی آپ ﷺ نے فرمایا: میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔"

ب. میری امت میں تیس کذّاب

۲۔قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحتّٰی یَعْبُدُ والْاَوْثَانَ وَ اَنَّهٗ سَیَکُوْنُ فِی اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ کُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَ اَنَا خَاتِمُ النَّبِیّٖنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ ۔[2]

"حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔(الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس کذّاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کا زعم ہو گا کہ وہ نبی ہے، اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

ج. موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام کا نبی ہونا

۳۔ اَمَاتَرضٰی اَن تَکونَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ ہارونَ مِن مُوسیٰ غَیْرَ اَنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ۔[3]

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، "**الجامع الصحیح**" باب خاتم النبیین ﷺ، لاہور: شبیر برادرز، 2:348

Bukhari, Mohammad bin Ismail, *"Al-Jama-ul-Sahih"*, Shabir Brothers,2:368

[2] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، "**جامع ترمذی**" باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون، لاہور: مکتبۃ العلم، 2:51

Tirmizi, Mohammad bin Essa, *"Jame Tirmizi"*, Maktaba-ul-Ilm, Urdu Bazar Lahore,2:51

[3] قشیری، مسلم بن حجاج، امام، "**الجامع الصحیح المسلم**"، کراچی: نور محمد اصح المطابع، 2:478

Qushairi, Muslim bin Hajaj, Al-Jama-us-Sahih-ul-Muslim, Noor Mohammad As-hul-mutabiq, Karachi,2:278

’’حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔‘‘

د. میرے بعد بہ کثرت خلفاء

۴۔عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبیﷺ قال: كَانَتْ بنُواِسر ائيل تَسُوسُهُمُ الاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خلفه نَبِیٌّ وَ اَنَّه لا نَبِیَّ بَعْدِی۔[1]

’’حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا، اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔‘‘

ہ. میں محمد نبی امی ہوں

۵۔ عن عبدالله بن عمروبن العَاصِ يَقُوْلَ خَرَجَ عَلينا رسولُ الله ﷺ يَومَ المُوَّدِعِ فَقَالَ اَنَا مُحَمّد نِ النبِیِّ الُامِیّ قَالَه ثَلَاثَ مَرَّتٍ وَلَانَبِیَّ بَعْدِی۔[2]

’’حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: میں محمد نبی امی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔‘‘

6-عقیدۂ ختمِ نبوت اور اجماعِ اُمت

(i) اجماعِ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

قرآن و سنت کے بعد تیسرا درجہ صحابہؓ کرام کے اجماع کا ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رحلت کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور جن لوگوں نے ان کی نبوت کو تسلیم کیا،

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، "**الجامع الصحیح**"، باب خاتم النبیین ﷺ، لاہور: شبیر برادرز، 2:341

Bukhari, Mohammad bin Ismail, *"Al-Jama-ul-Sahih"*, Shabir Brothers,2:341

[2] احمد بن حنبل، امام "**مسند احمد**" بیروت: مکتب اسلامی، 2:212

Ahmad bin Hanbal, Imam, *"Masand Ahmad"*, Maktab Islami, Bairoot,2:212

اُن سب کے خلاف صحابہ کرام نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔اس سلسلے میں خصوصیّت کے ساتھ مُسیلمۂ کذّاب کا معاملہ قابلِ ذکر ہے۔ یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ اُسے حضور ﷺ کے ساتھ شریکِ نبوت بنایا گیا ہے۔اُس نے حضور ﷺ کی وفات سے پہلے جو خط آپ ﷺ کو لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

من مُسَیْلمة رسول الله الیٰ محمد رسول الله سلام علیک فانی اُشرِکتُ فی الامر معک۔[1]

"مُسَیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ آپ پر سلام ہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔"

علاوہ ازیں طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مُسَیلمہ کے ہاں جو اذاں دی جاتی تھی اس میں اَشھد اَنّ محمّدا رسول اللہ کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔ اس صریح اقرارِ رسالتِ محمدی ﷺ کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو حنِیفیہ نیک نیتی کے ساتھ (In good faith) اُس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود شریکِ رسالت کیا ہے۔ نیز قرآن کی آیات کو اُن کے سامنے مُسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینۂ طیّبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا۔ مگر اس کے باوجود صحابہ کرام نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔ پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہ کرام نے ان کے خلاف ارتداد کی بنا پر نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی کے بقول:

"اسلامی قانون کی رُو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو ان کے اسیر انِ جنگ غلام نہیں بنائے جاسکتے، بلکہ مسلمان تو درکنار، ذمّی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن مُسَیلمہ اور اس کے پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابو بکر

---

[1] طبری، محمد بن جریر "تاریخ طبری" (مترجم: سید محمد ابراہیم)، لاہور: الفیصل، 2:379-380

Tibri, Mohammad bin Jurair, *"Tarikh Tibri"* (Translated by: Syed Mohammad Ibrahim), Al-Faisal, Urdu Bazar Lahore,2:379-380

صدیقؓ نے اعلان فرمایا کہ اُن کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے گا۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہؓ نے جس جُرم کی بنا پر ان سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ کارروائی سرورِ دوعالم ﷺ کی رحلت کے فوراً بعد ہوئی ہے، حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قیادت میں ہوئی ہے، اور صحابہ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے۔ اجماعِ صحابہ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔[1]"

(ii) اجماعِ علمائے اُمّت

پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا، اور یہ کہ جو بھی آپ ﷺ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے، یا اس کو مانے، وہ کافر خارج از ملّت اسلام ہے۔ اس سلسلہ کے بھی چند شواہد ملاحظہ ہوں:

- امام ابو حنیفہؒ (۸۰ھ۔ ۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا "مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔"

"اس پر امامِ اعظمؒ نے فرمایا کہ "جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ " لا نبی بعدی "۔"[2]

- امام طحاوِی (۲۳۹ھ۔ ۳۲۱ھ) اپنی کتاب "عقیدۂ سلفیہ" میں سلف صالحین، اور خصوصاً امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں:

"اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، امام الاتقیا، سیّد المرسلین اور حبیب ربّ العالمین ہیں، اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہشِ نفس کی بندگی ہے۔"[3]

---

[1] مودودی، سید ابو الاعلیٰ، مفسر "تفہیم القرآن" لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 145:4

Moududi, Syed Abul Ahlaa, Commentator, *"Tafheem-ul-Quran"*, Idara Tarjuman-ul-Quran, Lahore,4:145

[2] احمد بن مکی "مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ" حیدر آباد دکن، 141:1

Ahmad bin Makki, *"Munaqib-ul-Imam Al-Azam abi-Hanifa"*, Haiderabad Dakken, 1:161

[3] طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد "شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السلفیہ" مصر: دار المعارف، 15

Tahawa, Abu Jafer Ahmad bin Mohammad, *"Sharah al-Tahawiya fil-Aqeeda-tul-Salfiya"*, Dar-ul-Moarif, Egypt:15

- محی السُّنَّہ بغوی (متوفی ۵۱۰ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں:

ختم اللہ به النبوة قال ابن عباس: یرید لولم اختم به النبیین لجعلت له ابنایکون بعده نبیا۔[1]

"اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا، پس آپ ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں ...اور ابن عباس کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کے منصب پر فائز نہ کرنا ہوتا تو آپ ﷺ کا بیٹا ہوتا جو آپ ﷺ کے بعد نبی ہوتا۔"

- امام رازی (۵۴۳ھ-۶۰۶ھ) اپنی تفسیر میں آیت 'خاتم النبیین' کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وذلک لاالنبی الذی یکون بعده نبیٌّ ان ترک شیًا من النصیحة والبیان یستدرکه من یاتی بعده، واما من لانبی بعده یکون اشفق علی امته واهدی لهم واجدی، اذهوکوالد لِوَلَدِه الذی لیس له غیره من احد۔[2]

"اس سلسلۂ بیان میں وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اس لیے فرمایا: کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نبوت اور توضیح احکام کی کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اُسے پورا کر سکتا ہے۔ مگر جس کے بعد کوئی آنے والا نبی نہ ہو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے کیونکہ اس کی مثال اُس باپ کی ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اس کے بیٹے کا کوئی ولی و سرپرست اُس کے بعد نہیں ہے۔"

- علامہ ابنِ کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) اپنی مشہور و معروف تفسیر میں لکھتے ہیں:

فهدة الایة نص فی انه لانبی بعده واذا کان لانبی بعده فلا رسول بالطریق الاولی والاخری لان مقامه الرسالة اخص من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولاینعکس ــــ ان کل من ادعی هذاالمقام بعده فهوکَذَّابٌ اَفَّاكٌ دَجَّالٌ ضَالٌ مُضَلٌ۔[3]

---

[1] ابن مسعود، محی السنۃ ابی محمد الحسین "تفسیر البغوی" المسمی معالم التنزیل، ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، 534:3

Ibn-e-Masood, Mohi-us-Sunnah abi Mohammad al-Hussain, *"Tafsir al-baghvi"*, Idara Talifat-e-Ashrfiya, Multan,3:534

[2] رازی، فخر الدین، امام "التفسیر الکبیر" طہران: دار الکتب العلمیہ، 214:26

Razi, Fakhar-ud-din, Imam, *"al-Tafsir-ul-Kabir"*, Dar-ul-Kutb-ul-ilmiya, Tehran, 26:214

[3] ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل "تفسیر القرآن العظیم" لاہور: امجد اکیڈمی، 3:493-494

"پس یہ آیت اس باب میں نص صریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور جب آپ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہے، کیوں کہ رسالت کا منصب خاص ہے اور نبوت کا منصب عام، ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا...... حضور ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس مقام کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجّال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔"

7- مسیح مَوعُود کے تصور کے ذریعے ختم نبوت میں رخنہ اندازی

نئ نبوت کی طرف بلانے والے حضرات عام طور پر ناواقف مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ احادیث میں "مسیح موعود" کے آنے کی خبر دی گئی ہے، اور مسیح نبی تھے، اس لیے ان کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی، بلکہ ختمِ نبوت بھی برحق اور اس کے باوجود مسیح موعود کا آنا بھی برحق۔ اس سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "مسیح موعود" سے مراد عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نہیں ہیں۔ ان کا تو انتقال ہو چکا بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے ان احادیث کو نقل کیا جاتا ہے جن کی روشنی میں اس تصور کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ احادیث کو دیکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا اور آج اس کو کیا بنایا جا رہا ہے۔ بخاری کی روایت ہے:

(ا)عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لَیوْشِکنَّ ان ینزل فِیکم ابن مریم حکماً عد لاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یَضَعَ الحربَ و یُفیضَ المال حتیٰ لا یقبلِه احد حتیٰ تکون السجدة الوا حدة خیراً من الدّ نیا وما فیها۔[1]

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور اُتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم حاکم عادل بن کر، پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے۔ اور مال کی وہ کثرت ہو گی کہ اس کے قبول

Ibn-e-Kaseer, Amad-ud-din Ismail, *"Tafsir-ul-Quran al-Azeem"*, Amjad Academy, Lahore,3:493-494

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، "**الجامع الصحیح**" باب نزول عیسیٰ علیہم السلام، لاہور: شبیر برادرز، 339:2

Bukhari, Mohammad bin Ismail, *"Al-Jama-ul-Sahih"*, Shabir Brothers,2:339

کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور (حالت یہ ہو جائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور) ایک سجدہ کر لینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔"

صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی۔ دینِ عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو صلیب پر موت دی جس سے وہ انسانوں کے گناہ کا کفارہ بن گیا۔ اور انبیاء کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی، حتیٰ کہ خنزیر تک کو حلال کر لیا، جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں، نہ میں نے صلیب پر جان دی، نہ میں کسی گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لیے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیرووں کے لیے سُور حلال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھیرایا تھا، تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

امام مسلم کی درج ذیل روایات ملاحظہ کیجیے:

(۲) عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابن مريم فيكم وامامكم منكم۔[1]

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیسے ہو گے تم جبکہ تمہارے درمیان ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہو گا۔"

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:۔

(۳) عن ابی ہريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والله لَيُوْشكنَّ ابنُ مريَم حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّليبَ ولَيَقْتِلَنَّ الخِنْزِيروَلَيَضَعَنَّ الجِزْيَةَ۔[2]

[1] القشیری، مسلم بن حجاج "**الجامع الصحیح للمسلم**" کتاب الایمان، کراچی: ادارہ اسلامیات، 187:1
Al-Qushairi, Muslim bin Hajaj, *"Al-Jama-us-Sahih-ul-Muslim"*, Kitab-ul-Eman, Idara Islamiat, Karachi,1:187

[2] ایضاً، 184

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم میں ابن مریم نزول فرمائیں گے اور وہ عدل کرنے والے حاکم ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔

درج بالا احادیث سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ ان احادیث کی وضاحت میں سید مودودی لکھتے ہیں:

"جو شخص بھی ان احادیث کو پڑھے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ ان میں کسی "مسیح موعود" یا "مثیلِ مسیح" یا "بروزِ مسیح" کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ نہ ان میں اس امر کی کوئی گنجائش ہے کہ کوئی شخص اِس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور کسی باپ کے نُطفے سے پیدا ہو کر یہ دعویٰ کر دے کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ یہ تمام حدیثیں صاف اور صریح الفاظ میں اُن عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے رہی ہیں جو اب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریمؑ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں ______ بہر حال اگر کوئی شخص حدیث کو مانتا ہو تو اُسے یہ ماننا پڑے گا کہ آنے والے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ ہی ہوں گے۔ اور اگر کوئی شخص حدیث کو نہ مانتا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے کی آمد کا قائل ہی نہیں ہو سکتا، کیونکہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ احادیث کے سوا کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے اور پھر انہی احادیث کی اس تصریح کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ آنے والے عیسیٰ ابن مریمؑ ہوں گے نہ کہ کوئی مثیلِ مسیح۔"[1]

دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی مقرر ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہو گا۔ نہ ان پر وحی نازل ہو گی، نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے، نہ ان کو تجدید

Ibid,184

[1] مودودی، ابوالاعلیٰ، مفسر "تفہیم القرآن" لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 4:143
Moududi, Syed Abul Ahlaa, Commentator, *"Tafheem-ul-Quran"*, Idara Tarjuman-ul-Quran, Lahore,4:163

دین کے لیے دنیا میں لایا جائے گا، نہ وہ آ کر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے، اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ اُمت بنائیں گے۔

8- منکرین ختم نبوت کا اجمالی جائزہ

اس وقت دنیا میں بہائی اور قادیانی ہیں جو ختم نبوت کے منکر ہیں۔ یا امریکا میں کچھ لوگ ہیں جو علی جاہ کی نبوت کے قائل ہیں۔ بہائی اور علی جاہ کے پیروکار بہت کم تعداد میں ہیں' سب سے زیادہ قادیانی ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں' ان کے دو فرقے ہیں ان کی غالب اکثریت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتی ہے' دوسرا فرقہ مرزا قادیانی کو مجدد اور محدث مانتا ہے اس کو لاہوری جماعت کہا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مرزا کو الہام اور وحی میں اشتباہ ہو گیا' قادیانی فرقہ ان کو کافر کہتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتا ہے' ان کے نزدیک جو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی' مرزا غلام احمد کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا' وہ لکھتا ہے کہ جب اس کی عمر چالیس سال کی ہو گئی تو اس پر زور شور سے مکالمات الہیہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ (کتاب البریہ ص ۱۳۶) ۱۸۸۰ء میں مرزا ایک مبلغ کی حیثیت سے ظاہر ہوا پھر اس نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور اس نے یہ کہا کہ اس کو الہام کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونے اور اب تک زندہ ہونے کا جو مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے وہ غلط ہے۔ اور اس عقیدہ کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا اور ۱۸۹۰ء تک برابر کہتا رہا کہ میرے نزدیک نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں' پھر اس نے خود کو مثل مسیح اور مسیح موعود قرار دیا' اور ۱۸۹۱ء میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء تک اس دعویٰ پر قائم رہا اور اسی سال کی عمر میں قے اور اور ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔"[1]

9- اقبال اور عقیدہ ختم نبوت

جہاں تک علامہ مرحوم کا تعلق ہے تو علامہ مرحوم نے عقیدئہ ختم نبوت کو اپنے خطبات، شاعری خطوط اور بیانات میں واضح کیا ہے۔ اِس عقیدے کو اپنے پانچویں خطبے "مسلم ثقافت کی روح" میں یوں بیان کرتے ہیں:

"The prophet of Islam seems to stand between the ancient and the modern world. In so far as the source of his revelation is concerned, he belongs to the ancient world; in so far as the spirit of his revelation is concerned, he belongs to the modern world. In

[1] سعیدی، غلام رسول، علامہ "تبیان القرآن" لاہور: فرید بک سٹال، 9:474-475
Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, *"Tibiyan-ul-Quran"*, Fareed Book Stall,9:474-475

him lif discovers other sources of knowledge suitable to its new direction finality." [1]

"اس معاملہ پر اس نقطہ نظر سے غور کیا جائے تو ہمیں حضرت محمد ﷺ قدیم اور جدید دنیاؤں کے سنگم پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ جہاں تک آپ ﷺ کی وحی کے منابع کا تعلق ہے آپ ﷺ کا تعلق قدیم دنیا سے ہے۔ جہاں تک اس وحی کی روح کا تعلق ہے آپ کا تعلق دنیائے جدید سے ہے۔ آپ میں زندگی نے علم کے کچھ دوسرے ذرائع کو دریافت کر لیا جو نئی سمتوں کے لیے موزوں تھے۔ اسلام کی آفرینش، عقل استقرائی کی آفرینش ہے۔

اسلام میں نبوت اپنی تکمیل کو پہنچی ہے کیونکہ اس نے اپنے ہی خاتمے کی ضرورت کو محسوس کر لیا ہے۔ اس میں یہ ادراک گہرے طور پر موجود ہے کہ زندگی کو ہمیشہ بیساکھیوں کے سہارے پر نہیں رکھا جا سکتا اور یہ کہ ایک مکمل خود شعوری حاصل کرنے کے لیے انسان کو بالآخر اس کے اپنے وسائل کی طرف موڑ دینا چاہیے۔ اسلام میں پاپائیت اور موروثیت کا خاتمہ' قرآن میں استدلال اور عقل پر مسلسل اصرار اور اس کا بار بار فطرت اور تاریخ کے مطالعے کو انسانی علم کا ذریعہ قرار دینا' ان سب کا ختم نبوت کے مختلف پہلوؤں سے گہرا تعلق ہے۔"[2]

علامہ اِسی خطبے میں عقیدہ ختم نبوت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The intellectual value of the idea is that it tends to create an independent critical attitude towards mystic experience by generating the belief that all personal authority, claiming a supernational origin, has come to an end in the history of man. This kind of belief is a psychological force which inhibits the growth of such authority. The function of the idea is to open up fresh vistas of knowledge in the domain of man's inner experience. Just as the first half of the formula of Islam."[3]

---

[1] Muhammad Iqbal,Allama "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" Lahore:Institute of Islamic Culture,101

[2] محمد اقبال، علامہ "تجدید فکریاتِ اسلام" (مترجم، ڈاکٹر وحید عشرت)، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 155

Mohammad Iqbal, Allama, *"Tajdid Fikriyat-e-Islam"* (Translated by: Dr. Waheed Ishrat), Iqbal ikadmi, Pakistan, Lahore,155

[3] Muhammad Iqbal, Dr "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" Lahore:Iqbal Academy Pakistan,101

"تصور ختم نبوت کی عقلی اہمیت یہ تقاضا کرتی ہے کہ صوفیانہ تجربے کے بارے میں ایک آزادانہ تنقیدی روّیے کو پروان چڑھایا جائے کیونکہ انسانی فکر کی تاریخ میں اب ہر قسم کا شخصی تحکم جو کسی مافوق الفطرت سرچشمے کا دعویٰ کرتا ہے ختم ہو چکا ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ ایک نفسیاتی قوت ہے جو ایسے تحکم کی نفی کرتی ہے۔ اس تصور کا وظیفہ انسان کے باطنی تجربے کی حدود میں تازہ مظاہر علم کا در کھولنا ہے۔"[1]

علامہ اشپنگلر کے دعویٰ کو بیان کرکے رد کرتے ہیں جس میں اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی پیغمبرانہ تعلیمات اصلاً مجوسیانہ ہیں' علامہ کے بقول:

"اشپنگلر کے کہنے کے مطابق نبی پاک ﷺ کی پیغمبرانہ تعلیمات اصلاً مجوسیانہ ہیں_____اس تناظر میں اشپنگلر اسلام کے ختم نبوت کے تصور کی ثقافتی قدر کا اندازہ کرنے میں بھی بری طرح ناکام ہو گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مجوسی ثقافت کا ایک مستقل نمایاں پہلو اُمید کا رویہ بھی ہے' جس کے حوالے سے مستقل طور پر نظریں زرتشت کے ایسے بیٹوں کی آمد کی طرف لگی رہتی ہیں جو اس نے جنے نہیں۔ یہ مسیح یا چوتھی انجیل کا فارقلیط بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی نشاندہی کی ہے کہ اسلام کے طالب علم کو اسلام میں ختم نبوت کے عقیدے کے ثقافتی معنی کی تلاش کس سمت میں کرنی چاہیے۔ ممکن ہے عقیدہ ختم نبوت کی وساطت سے پیہم اُمید کے اُس مجوسی رویے کا نفسیاتی علاج بھی ہو سکے جس سے تاریخ کا ایک غلط تصور وجود میں آیا ہے۔ ابن خلدون نے اپنے تصور تاریخ کی روح کے پیش نظر اُس تصور کی نام نہاد قرآنی اساس پر بھرپور تنقید کی جو بنیادی مجوسی تصور سے کم از کم نفسیاتی اثرات کے حوالے سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہ مجوسی تصور مجوسی فکر کے دباؤ کے تحت اسلام میں پھر سے نمودار ہوا۔"[2]

عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے روزنامہ اسٹیٹسمین کے نام اقبال کی تحریر انتہائی اہم ہے۔ علامہ فرماتے ہیں:

"اسلام درحقیقت ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود واضح طور پر متعین ہیں' یعنی محمد ﷺ کے خاتم النبییّن ہونے کا یقین۔ یہی وہ اصول جو بالکل واضح طور پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان حدِّفاصل کی حیثیت رکھتا

---

[1] محمد اقبال، علامہ "تجدید فکریاتِ اسلام" (مترجم، ڈاکٹر وحید عشرت) لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 154
Mohammad Iqbal, Allama, *"Tajdid-Fikriyat-e-Islam"* (Translated by: Dr. Waheed Ishrat), Iqbal Academy Pakistan Lahore,156

[2] ایضاً، 174

Ibid,174

ہے اور جس کی بنا پر کوئی بھی فرد یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ فلاں شخص یا گروہ جماعت کا حصہ ہے یا نہیں' مثلاً برہمو مذہب کے پیرو خدا کی ذات میں یقین رکھتے ہیں اور وہ محمد ﷺ کو خدا کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر بھی مانتے ہیں لیکن ان کو ہرگز اسلام کا جزو قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ قادنیوں کی طرح وہ اِس نظریہ میں یقین رکھتے ہیں کہ پیغمبروں کی معرفت الہامات کا سلسلہ غیر مختتم ہے اور وہ محمد ﷺ کے خاتم النبیّن ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ جہاں تک مجھے علم ہے مسلمانوں کے کسی بھی فرقے نے اِس حدّ ِفاصل سے تجاوز کی جسارت نہیں کی۔ ایران میں بہائیوں نے ختمِ نبوّت کے اُصول کو کھلم کھلا مستر د کر دیا لیکن اس کے ساتھ ہی انھوں نے واضح طور پر اس کا بھی اعتراف کیا کہ لفظ مسلم کے اصطلاحی معنی کے اعتبار سے وہ مسلمان نہیں بلکہ ایک نیا فرقہ ہیں۔ ہمارے عقیدے کے مطابق مذہب کی حیثیت سے اسلام کو خدا نے الہام کیا، لیکن معاشرے یا قوم کی صورت میں اسلام کے وجود کا مکمل اِنحصار صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک پر ہے۔ میرے خیال میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو ہی راستے ہیں' یا تو وہ راستبازی سے بہائیوں کی تقلید کرنے لگیں اور یا پھر وہ اِسلام میں ختمِ نبوّت کے بارے میں اپنی توضیحات کو ترک کر کے اِس عقیدے پر اس طرح ایمان لے آئیں جیسا کہ منشاو مراد ہے۔ قادنیوں کی عیارانہ توضیحات کے پسِ پشت ان کی یہ خواہش کارفرما ہے کہ وہ واضح سیاسی فوائد کی خاطر اسلام کے دائرے میں شامل ہیں۔"[1]

نیز وہ فرماتے ہیں:

"دوم یہ کہ ہمیں عالم اسلام کے بارے میں قادنیوں کی اپنی پالیسی اور روّیے کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ تحریک کے بانی نے اسلام کو 'سڑا ہوا دودھ' اور اپنے ماننے والوں کو 'تازہ دودھ' قرار دیا تھا اور آخر الذّکر کو خبردار بھی کیا تھا کہ وہ اوّل الذّکر سے نہ گھلیں ملیں۔ علاوہ ازیں وہ بنیادی اُصولوں سے منکر ہیں اور اپنے فرقے کو ایک نئے نام (احمدی) سے موسوم کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے نماز کے اجتماعات میں بھی شرکت نہیں کرتے اور شادی بیاہ جیسے معاملات میں مسلمانوں کا سماجی مقاطعہ کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس!"[2]

---

[1] شیخ عطاء اللہ "اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال" لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 544

Sheikh Atta Ullah, Iqbal Nama, *"Majmooa Makatib Iqbal"*, Iqbal Ikadmi Pakistan Lahore,564

[2] ایضاً، 545

یوسف سلیم چشتی صاحب نے جب علامہ سے اِس اہم عقیدے پر گفتگو کی تو انھوں نے فرمایا:

"ختم نبوت کے عقیدے کی ثقافتی قدروقیمت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ کے لیے اعلان فرمادیا، کہ آئندہ کسی انسان کے ذہن پر کسی انسان کی حکومت نہیں ہوگی۔ میرے بعد کوئی شخص دوسروں سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری بات کو بلاچوں وچرا تسلیم کرلو۔ ختم نبوت ایسا عقیدہ ہے جس کی بدولت انسانی علم کے دائرے کو وسعت نصیب ہوگئی۔"[1]

علامہ مرحوم اپنی فارسی شاعری میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی صورت میں آخری ہدایت عطا کرکے احسان کیا ہے۔ یہ عقیدہ ملت کی وحدت کے لیے سب سے بڑی قوت ہے' وہ فرماتے ہیں:

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسولؐ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایّام را
او رسل را ختم و ما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما گذاشت
داد ما را آخرین جامی کہ داشت
لا نبی بعدی ز احسان خداست
پردۂ ناموس دین مصطفیؐ است[2]

Ibid,545

[1] چشتی، یوسف سلیم "**مقالات یوسف سلیم**" لاہور: بزم اقبال، 19

Chishti, Yousaf Saleem, *"Muqalat Yousaf Saleem"*, Bazm-e-Iqbal, Lahore,19

[2] محمد اقبال، علامہ "**کلیاتِ اقبال فارسی**" (رموزِ بیخودی)، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 118

Mohammad Iqbal, Allama, *"Kuliyaat-e-Iqbal Farsi"* (Ramooz-e-Bekhudi), Iqbal Ikadmi Pakistan, Lahore,118

10-خلاصہ بحث

درج بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت اجماعی عقیدہ ہے۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں' یہ عقیدہ قرآن مجید کی صریح آیات، سنت عملی اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اس عقیدے کے تحفظ کے لیے مسلمانوں نے ماضی میں بھی بے پناہ قربانیاں دی اور آج بھی دے رہے ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے اپنے خطبات اور شاعری میں اس عقیدے کو بالخصوص موضوع بحث بنایا، کیونکہ ان کے عہد میں ہی قادیانی فتنہ پھیل رہا تھا۔ باقی علماء کی طرح اقبال بھی اس جعلی نبوت کی بیخ کنی میں پیچھے نہیں رہے، علامہ نے نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ عقل عامہ کی روشنی میں بھی عقیدہ ختم نبوت کو واضح کیا۔ بقول اقبال:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں[1]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] محمد اقبال، علامہ، "**کلیات اقبال اُردو**" (بانگ درا)، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 237

Mohammad Iqbal, Allama, *"Kuliyaat-e-Iqbal Urdu"* (Bang-e-Dara), Iqbal Ikadmi Pakistan,237